حضرت مولانا محمد علی مکھڈی رحمۃ اللہ علیہ

ولادتِ مبارک:

حضرت مولانا محمد علی مکھڈی رحمۃ اللہ علیہ 1146ھ بہ مطابق 1750ء میں پیدا ہوئے۔ آپؒ کے والد محترم کا نام مولانا محمد شفیعؒ تھا۔ صاحب تذکرۃ المحبوب نے آپ کا نسب نامہ یوں رقم فرمایا ہے۔ مولانا محمد علیؒ ابن محمد شفیعؒ ابن محمد داؤد جلال آبادیؒ۔

آپؒ کی پیدائش مشرقی پنجاب کے معروف شہر بٹالہ (ضلع امرتسر) موجودہ بھارت میں ہوئی۔ نامور صوفی بزرگ حضرت شاہ غلام علیؒ نقشبندی دہلوی آپ کے خالہ زاد بھائی تھے۔

تعلیم و اساتذہ:

مولانا مکھڈیؒ کے والدین کا انتقال ان کی صغیر سنی میں ہی ہو گیا تھا۔ آپؒ کی پرورش آپؒ کے برادر اکبر مولانا عبدالرسولؒ کے زیر سایہ ہوئی۔ آپؒ نے ابتدائی تعلیم بھی انہی سے حاصل کی۔ فن کتابت میں میاں جان اللہ بٹالوی آپؒ کے استاد ہیں۔ بعد ازاں طلب علم کی غرض سے بہ اجازت برادر اکبر اپنے وطن و خیر باد کہا اور مختلف اساتذہ سے کسب فیض کرتے مکھڈ وارد ہوئے۔

آپؒ کے اساتذہ میں مولانا عبدالرسول اور میاں جان اللہ بٹالوی کے علاوہ مولوی اسد اللہ بہاولپوریؒ (جو حضرت قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر تھے۔) میاں مصطفیٰ جی پشاوری (مدفون لاہوری دروازہ، پشاور میاں مرتضیٰ اعوان قادری جیالوی جیال، تلہ گنگ) اور مولانا محکم الدین مکھڈی رحمۃ اللہ علیہ کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔ آخر الذکر کے ہاں تشریف لائے تو پھر یہیں کے ہو رہے۔ حضرت مولانا محمد علی مکھڈیؒ کو ان کے درس میں وہ سب کچھ مل گیا، جس کی تلاش میں وہ گھر سے نکلے تھے۔ مولاناؒ اپنے استاد کی وفات تک ان کے حلقہ درس میں شامل رہے۔ ابتدا میں آپ نے اپنے استاد سے "میرزاہد" پڑھنا شروع کی۔ مولانا کو ایسا استاد کامل ملا کہ اگر دل میں بھی کوئی سوال یا الجھن پیدا ہوتی تو لباس اظہار میں جلوہ گر ہونے سے پہلے ہی استاد محترم اس کا جواب عطا کر دیتے اور الجھن رفع ہو جاتی۔

بحیثیت استاد:

آپؒ ایک عرصے تک مولانا محکم الدین مکھڈیؒ سے کسب فیض کرتے رہے۔ جب استاد مکرمؒ اپنی زندگی کے آخری ایام میں کسی مقام پر تشریف لے گئے (افسوس کہ تذکروں اور روایتوں میں اس مقام کا ذکر نہیں ملتا) اور وہیں ان کا انتقال ہوا تو مولاناؒ نے اپنے استاد مکرم کی تجہیز و تدفین کے بعد اپنا سامان باندھا اور مکھڈ شریف سے کسی اور منزل کے لیے پابہ رکاب ہوئے لیکن مشیت ایزدی کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ اہلِ مکھڈ کے اسرار پر مولانا محکم الدین مکھڈیؒ کے چشمہ علم کو جاری رکھنے کے لیے آپؒ کو وہیں قیام کرنا پڑا۔ مولانا محمد علی مکھڈیؒ نے اپنے استاد کے حلقہ درس کو اس خوبی سے چلایا کہ دور و نزدیک میں آپ کے تجر علمی کا چرچہ ہونے لگا اور قرب و جوار ہی کے نہیں بلکہ سمرقند و بخارا اور کابل و قندھار کے تشنگانِ علم اس چشمہ فیض سے اپنی پیاس بجھانے کے لیے جوق در جوق مکھڈ شریف میں جمع ہونے لگے۔ آپؒ کے شاگردوں کا حلقہ بہت وسیع ہے تاہم وہ شاگرد جنھوں نے اپنے استاد گرامی کے نام کو چار دانگ عالم میں پھیلایا اُن میں مولانا شمس الدین سیالویؒ، خلیفہ محمد عابد جیؒ، میاں زین الدین مکھڈیؒ اور حافظ مولانا رحمت اللہؒ بٹالوی (مولانا کے بھائی عبدالرسول کے پوتے) کے اسمائے گرامی شامل ہیں۔

سفرِ بیعت و خلافت:

ظاہری علوم کی تحصیل و تکمیل کے بعد مولانا محمد علی مکھڈیؒ نے اپنے باطنی سفر کا آغاز کیا۔ مرشد کامل کی تلاش و جستجو ان کی ذوق و شوق کی اگلی منزل ٹھہری۔ ایک رات آپ نے اس دلی طلب کو لیے ہوئے استخارہ فرمایا۔ خواب میں اس ہادی اکمل ﷺ کی زیارت سے مشرف ہوئے۔ جن کے رخِ انور کی ایک جھلک پر دو جہاں تو کیا سارے جہاں قربان ہو جائیں۔ رسول کائنات ﷺ نے انھیں مسلسل تین راتوں میں اپنے دیدار کی دولت سے نوازا۔ پہلی اور دوسری زیارت میں آپ ﷺ نے صرف ہاتھ سے ملک (لماں) کی طرف اشارہ فرمایا۔ تیسری رات جب پھر یہی سعادت عظمیٰ نصیب ہوئی تو آپؒ نے

والی دو جہاں ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ میں عرض کی کہ یا رسول اللہ ﷺ میں کچھ سمجھ نہیں سکا۔ تب آپ ﷺ نے ہاتھ کے اشارے کے ساتھ زبان گہر فشاں سے لفظ (لماں) بھی ارشاد فرمایا۔ سرور کائنات ﷺ کی طرف سے اجازت و حکم ملنے پر آپ نے سفر کیلیے کمر ہمت باندھی۔ اس سفر میں اپنے ساتھی کے طور پر آپؒ نے اپنے شاگرد رشید مولوی شمس الدین سیالوی کا انتخاب کیا۔ مولانا شمس الدین اور کشتی بان دریائے سندھ کے راستے ملک "لماں" کی طرف چل پڑے۔ منزل متعین نہ تھی لیکن طلب مرشد کی کشش آپ کو کشاں کشاں لیے جاتی تھی۔ جب آپ موضع لانگہ دریائے سندھ کے کنارے آباد ایک گاؤں پہنچے تو اتفاق سے آٹا ختم ہو گیا۔ یہ جگہ تونسہ مقدسہ سے پانچ کوس کے فاصلے پر ہے۔ اس لیے مولانا محمد علی مکھڈیؒ نے مولانا شمس الدین سیالوی کو حکم دیا کہ اس بستی سے آٹا خرید لاؤ۔ جب مولوی شمس الدین سیالوی بستی لانگہ میں داخل ہوئے تو چند لوگوں کو دیکھا جو ایک حلقہ بنائے کسی مرد کامل کے اوصاف و کمالات کا تذکرہ کر رہے تھے۔ چونکہ آپ مقصد سفر سے آگاہ تھے اس لیے ان لوگوں سے اس مرد حق کے آگاہ کے متعلق معلومات حاصل کر کے اپنے استادِ مکرمؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام ماجرا بیان کیا۔ اب یہ دونوں اس مرد حق آگاہ کے آستانے کی طرف روانہ ہوئے۔ تونسہ مقدسہ کی مبارک بستی میں داخل ہو کر مولانا مکھڈیؒ جب آستانہ پیر پٹھان رحمۃ اللہ علیہ پر حاضر ہوئے تو قلب و نگاہ کی دنیا مستنیر ہو گئی۔ یہاں انہیں وہ گوہر مراد ہاتھ لگا جس کی تلاش و جستجو میں انھوں نے سفر کی صعوبتیں جھیلی تھیں۔ مولانا محمد علی مکھڈیؒ حضرت پیر پٹھان شاہ محمد سلیمان تونسویؒ کے حکم پر چھ ماہ وہیں قیام پذیر رہے۔ چھ ماہ کے قیامِ تونسہ مقدسہ کے بعد مرشدِ پاکؒ نے آپؒ کو بیعت و خلافت کی دولت گراں بہا سے نوازا اور واپس مکھڈ میں جانے کا حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ مولاناؒ اپنے مرشد گرامیِ قدرؒ کے حکم کے مطابق واپس مکھڈ تشریف لائے اور ایک عالم کو اپنے نور علم سے منور فرمایا۔

وابستگی شیخ:

مولانا محمد علی مکھڈیؒ کو اپنے پیر و مرشد کے ساتھ والہانہ عقیدت تھی۔ ہر سال باقاعدگی سے اپنے مرشد کے آستانے پر حاضری دیتے اور وہاں چالیس دن قیام کرتے تھے۔ آپ مہار شریف صرف ایک مرتبہ تشریف لے گئے۔ مگر تونسہ مقدسہ کی حاضری کبھی نہ چھوٹی۔ ایک بار کسی نے حضرت پیر پٹھانؒ کی مجلس میں مولانا محمد علی مکھڈیؒ کے بارے میں کہا "مولوی صاحبؒ بوڑھے ہو گئے ہیں مگر ہر سال تونسہ مقدسہ حاضری دیتے ہیں۔" حضور پیر پٹھانؒ نے فرمایا کہ مولوی بوڑھا ہو گیا ہے لیکن اس کا عشق جوان ہے جو اس کو ہر سال یہاں تک لے آتا ہے۔ مولانا محمد دین مکھڈی (م: 1975ء) نے تذکرہ الولیٰ میں اپنے والد گرامی مولانا غلام محی الدین مکھڈی (م: 1338ھ/ 1920ء) کے حوالے سے لکھا ہے کہ: ایک دفعہ ایام روانگی تونسہ مقدسہ میں حضرت مولاناؒ کو بیماری کی وجہ سے بہت تکلیف اور کمزوری تھی۔ چند غلامان نے عرض کی کہ حضرت یہ سفر فی الحال ملتوی فرما دیں، حضرت کو مبادا زیادہ تکلیف نہ ہو جائے اور جان کی حفاظت فرض ہے۔ آپؒ نے اس کے جواب میں فرمایا کہ اس راستے میں جان دینی فرض ہے۔

شاعری:

حضرت مولانا محمد علیمکھڈی رحمۃ اللہ علیہ نہ صرف ایک عالم اور صوفی تھے بلکہ فارسی اور پنجابی زبان کے ماہر شاعر بھی تھے۔ آپؒ نے 'مولوی' تخلص استعمال کیا۔ افسوس کہ آپؒ کی مکمل فارسی اور پنجابی شاعری محفوظ نہ ہو سکی۔ تاہم دستیاب کلام سے آپؒ کی شاعرانہ حیثیت کا تعین کرنا مشکل نہیں ہے۔ آپؒ کی زیادہ تر شاعری مولوی عبدالنبی (رہائشی بھوئی گڑھ، تحصیل حسن ابدال) کے مولاناؒ کے اقوال "تذکرہ المحبوب" کے مجموعہ میں شامل تھی۔ اقوال کا یہ مجموعہ ابھی تک باقاعدہ طور پر چھپائی کے عمل سے نہیں گزر سکا۔ البتہ حضرت مولانا محمد دین مکھڈی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کا ترجمہ ''تذکرۃ الولی'' کے نام سے شائع کیا اور اس کے ساتھ کئی ذاتی حوالے بھی شامل کر دیئے۔ خاص طور پر اس ترجمے کے ذریعے پنجابی سہ حرفی کے بہت سے بند محفوظ کیے۔ تذکرہ الولی کا دوسرا ایڈیشن 1996 میں مہر تاباں کے نام سے شائع ہوا۔ حضرت مولانا محمد علی مکھڈیؒ کا پنجابی سہ حرف جس کا عنوان ہے "سہ حرفی مولوی صاحبؒ مکھڈ والا" کو حاجی چراغ الدین سراج الدین تاجران لاہور نے شائع کیا ہے۔

مولانا مکھڈیؒ کی فارسی شاعری، اگرچہ، صرف نو غزلوں کی صورت میں دستیاب ہے۔ تاہم، اہل علم اور عرفان نے ان کی نظموں کی بہت تعریف کی ہے۔
مولانا محمد الدین مکھڈی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی شاعری کے بارے میں تذکرہ الولی میں مولانا نجم الدین کے حوالے سے بیان کیا ہے کہ

"مولوی نجم الدین صاحب مناقب المحبوبین میں لکھتے ہیں کہ ماہ شوال 1253ھ/ 1837ء میں جس دن حضرت مولانا محمد علی مکھڈیؒ کے وصال فرمانے کی خبر ملی، حضرت پیر پٹھان خواجہ شاہ محمد سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ عصر کی نماز کی ادائیگی کے بعد اپنی مسجد تشریف فرما تھے اور راوی بھی وہاں موجود تھا۔ حضرت صاحبؒ نے فرمایا کہ مولوی صاحب اللہ کو پیارا ہے تو حضرت پیر پٹھانؒ نے فرمایا کہ مولوی صاحبؒ نے اپنی غزل میں یہ شعر خوب کہا ہے:

حدیث حسن یوسف را کجا دانند اخوانیش

زلیخا را پارس وے کے سد شرح و بیان واردی"

جس محبت اور خلوص کے ساتھ حضرتِ اعلیٰ پیر پٹھانؒ نے اپنے مرید اور خلیفہ کا ذکر فرمایا وہ لوگوں کو حقیقی محبت کی اصل راہوں کی طرف کھینچتا ہے۔ معروف محقق، عالم اور فارسی کے ماہر استاد ڈاکٹر ظہور الدین احمد نے اپنی معروف کتاب ''پاکستان میں فارسی ادب'' میں مولانا محمد علی مکھڈیؒ کے فارسی کلام کے حوالے سے لکھا ہے کہ

"مولانا محمد علی مکھڈی رحمۃ اللہ علیہ رب تعالیٰ کی محبت اور عشق سے سرشار ہیں، وہ ظہورِ محبوب کے لیے بے چین نظر آتے ہیں۔ وہ وہی چیز چاہتے ہیں جو دوسروں سے دور کر دے۔ وہ ظاہری تقویٰ کی پرواہ نہیں کرتے۔ عشقِ الٰہی میں انہیں جنت اور جنت کا ذکر بھی پسند نہیں۔ راہِ عشق میں کامیابی کے لیے حافظ کی طرح زندہ پاکباز اور پیر مُغان کو بھی صحبت کا علم ہونا چاہیے۔ ان کا ماننا ہے کہ محبت کی راہ میں عقل اپنا جواب تلاش کرتی ہے۔"

مولانا محمد علی مکھڈیؒ کا دستیاب فارسی کلام اگرچہ مقدار میں کم ہے لیکن معیار میں بے مثال ہے۔ آپؒ کی شاعری میں استعاروں اور تشبیہات کا استعمال محبت اور ہم آہنگی کو نئی زندگی بخشتا ہے۔ حمد و نعت کے علاوہ آپؒ نے غزل میں بھی اپنے فن کے جوہر دکھائے۔ معروف شاعر اور دانشور جناب نذر صابری نے فارسی میں حضرت مولانا مکھڈی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار کی تفصیلات کو یوں بیان کیا:

'بیت فارسی' کی کل جو دستیاب ہے وہ نو تحریروں پر مشتمل ہے۔ دو حمد، دو نعتیں اور پانچ غزلیں ہیں۔ بندوں کی کل تعداد پچاسی ہے۔ دس حمد کے، چوبیس نعت اور اکیاون غزلیں ہیں۔'

مولانا محمد علی مکھڈیؒ کی فارسی شاعری کو اہلِ فن اور اہلِ علم عزت و تکریم کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ آپؒ کی پنجابی شاعری دلچسپی سے سنی اور پڑھی جاتی ہے۔ حضرت مولانا مکھڈیؒ کی پنجابی شاعری میں صوفیانہ لہجہ ہے۔ آپؒ کی فارسی اور پنجابی شاعری پنجاب بھر کی چشتیہ خانقاہوں میں محفلوں میں پڑھی اور سنی جاتی ہے۔

وصال:

آپؒ تمام عمر درس و تدریس سے وابستہ رہے۔ اگرچہ آخری عمر میں ضعف اور ناطاقتی بڑھ گئی تھی پھر بھی آپ کے معمولات میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہوئی۔ البتہ اسباق میں قدرے کمی کر دی تھی علم اور روحانیت کا یہ آفتاب نوے سال تک مطلع عالم پر روشن رہا اور بالآخر 29 رمضان المبارک 1253ھ/ 1837ء بروز جمعرات بہ وقت صبح صادق ہمیشہ ہمیشہ کے لیے غروب ہو گیا۔ طلوع آفتاب کے بعد آپؒ کو مقام وصال سے باہر بارہ دری میں لایا گیا اور بارہ دری کے برآمدے کے متصل حجرے میں آپؒ کو غسل دیا گیا۔ آپ کے مرید و خلیفہ مولانا قاضی بہاء الدین قریشی نے آپؒ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

انا لله و انا اليه راجعون۔

خلفا:

مولانا محمد علی مکھڈیؒ نے علم و عرفان کی جو قندیل روشن کی اس کی لو بڑھانے میں آپؒ کے خلفا نے کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ آپؒ کے خلفاء کی کوششوں سے علم عرفان کا یہ سلسلہ اب بھی اسی طرح جگمگا رہا ہے۔ آپؒ کے خلفاء کی تعداد اگرچہ بہت زیادہ ہے لیکن سب سے نمایاں خلفاء یہ ہیں:

- حضرت مولانا خلیفہ عابد جی مہاروی رحمۃ اللہ علیہ، تونسہ شریف
- حضرت مولانا محمد زین الدین رحمۃ اللہ علیہ، مکھڈ شریف، ضلع اٹک

- حضرت خلیفہ بہاؤ الدین قریشی رحمۃ اللہ علیہ، مکھڈ شریف، ضلع اٹک
- حضرت حافظ خیر اللہ پراچہ رحمۃ اللہ علیہ، مکھڈ شریف، ضلع اٹک
- حضرت حافظ رمضان رحمۃ اللہ علیہ، (معلومات دستیاب نہیں)
- حضرت مولوی کعب ظہیر رحمۃ اللہ علیہ، تونسہ شریف
- حضرت مولانا میاں محمد رحمۃ اللہ علیہ، چکی شاہ جی، کوٹ گلہ شریف، تلہ گنگ
- حضرت میاں ابراہیم احمد لنگڑیالوی رحمۃ اللہ علیہ، لنگڑیال، پنڈی گھیب، ضلع اٹک
- حضرت حافظ مولوی رحمت اللہ بٹالوی رحمۃ اللہ علیہ، بٹالہ، گورداسپور، انڈیا
- حضرت مولانا میاں محمد احسن رحمۃ اللہ علیہ، ملی ڈھوک، فتح جنگ، ضلع اٹک

حضرت مولانا محمد علی مکھڈی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین (سجادہ نشین):

- حضرت مولانا خلیفہ عابد جی مہاروی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا محمد زین الدین رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا محمد غلام محی الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا محمد احمد الدین مخادی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا محمد فضل الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت مولانا محمد فتح الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ
- حضرت صاحبزادہ ڈاکٹر محمد ساجد محمود نظامی مکھڈی دامت برکاتہم العالیہ (موجودہ سجادہ نشین)

..................☆☆☆..................